سخاوت[۱]، تغابن[۲] (نقصان اور ٹوٹے کو برداشت کرنا)، انظلام[۳] یعنی ظلم اور زیادتی کو برداشت کرنا، عطا[۴] کرنا، مہمان نوازی، تبرع[۵] یعنی خوشی سے جود و سخاوت کرنا، عطا[۶] کے وقت خندہ پیشانی ہونا۔

۴۔ عفت:

قناعت[۱]، حرص کی کمی[۲]، پاکدامنی[۳]، وفاداری[۴]

وہ اوصاف جو ان فضائل اربعہ کی باہمی ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی چھ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ العقلُ مَعَ الشَجَاعَۃِ۔

۲۔ العقلُ مَعَ العِفَّۃِ۔

۳۔ العقلُ مَعَ السَخَاء۔

۴۔ الشجاعۃُ مَعَ العِفَّۃِ

۵۔ الشجاعۃُ مع السخاء۔

۶۔ السخاءُ مع العِفَّۃِ

ان فضائل مرکبہ میں جو صفات داخل ہیں۔ وہ یہ ہیں:

۱۔ العقلُ مَعَ الشجاعۃِ:

حوادثِ[۱] زمانہ پر صبر کرنا، ڈرانا[۲]، دھمکی دینا۔

۲۔ العقلُ مَعَ العِفَّۃِ:

مانگنے[۱] سے اعراض کرنا، معمولی زندگی[۲] پر قناعت کرنا۔

۳۔ العقلُ مع السخاءِ:

وعدہ پورا کرنا۔

۴۔ الشجاعۃُ مَعَ العِفَّۃِ:

بری باتوں سے بچنا، حفاظتِ ناموس میں غیرت وحمیت سے کام لینا۔

۵۔ الشجاعۃ مع السخاء:

راہِ سخاوت میں دولت لٹانا، اِخلاف یعنی ضائع شدہ چیز کے بدلہ میں کوئی دوسری چیز دینا

۶۔ السخاء مع العفۃ:

اِسعاف بالقوت: کھانا کھلا کر حاجت روائی کرنا، ایثار۔ یعنی دوسروں کے فائدے یا ضرورت کو اپنے فائدے پر ترجیح دینا اور اس کو مقدم سمجھنا۔

ان فضیلتوں کے بیان کرنے میں شاعر کو افراط وتفریط سے بچنا چاہیے۔ اگر ان فضائل اربعہ میں سے کسی میں بھی زیادتی یا کمی کی جائے تو پھر وہ فضیلت باقی نہیں رہے گی۔ بلکہ مذموم صورت اختیار کرلے گی۔ کیوں کہ ان میں سے ہر فضیلت دو مذموم اور ناپسندیدہ طرفوں کے مابین ایک متوسط اور اعتدالی مرتبہ رکھتی ہے۔

مثلاً اگر شجاعت میں زیادتی کا پہلو دکھایا جائے تو وہ تہوّر کہلائے گا۔ جو ذم کا پہلو ہے اور اگر کمی کردی جائے تو وہ بزدلی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شجاعت، تہوّر اور بزدلی کے مابین، متوسط یا معتدل درجہ کا نام ہے۔

رہبر حج

مولف جناب الحاج قاری محمد بشیر الدین پنڈت ایم اے

جیبی سائز پر مختصر رسالہ لیکن مسائل حج ومتعلقات حج کے وسیع وعریض دریا کو کوزے میں بند کرنے کا مصداق ہے۔ آخر میں مفید معلومات افزا جدید بارہ نقشے شامل ہیں جن سے مقامات مقدسہ کی زیارت اور ان کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ قیمت سوا روپیہ

پتہ۔ مکتبہ برہان اردو بازار دہلی ۶

لطائف اکبری ۔ ایک نادر ملفوظ

خواجہ علی اکبر مودودی (م ۱۲۰۹ھ) کے احوال و اقوال

(۷)

الحاج مفتی حافظ محمد رضا انصاری (فرنگی محلی) لکچرر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

مولانا فخرالدین اورنگ آبادی ...... جامع ملفوظ (خواجہ حسن مودودی) نے ایک محبت نرط سے سنا، اس کا کہنا تھا کہ "میں نے صاحب ملفوظ (خواجہ علی اکبر مودودیؒ) کی زبانِ گوہرفشاں سے سنا فرماتے تھے کہ عظیم آباد (بہار) کے ایک طالب علم نے علوم نے ظاہری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد، شاہ جہان آباد (دہلی) سے وطن واپس جاتے ہوئے الٰہ آباد میں مجھ سے ملاقات کی، دہلی کے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اس نے مولانا فخرالدین دہلی (جو اورنگ آبادی کی نسبت سے مشہور ہیں) سلمہ اللہ تعالیٰ کی وضع قطع اور چھوٹی داڑھی رکھنے کے سلسلہ میں طعنہ زنی کرنے لگے، فقیر (خواجہ علی اکبر مودودیؒ) نے کہا، مولانا فخرالدین اورنگ آبادی کی ذات، اللہ تعالیٰ کے کمالات کا ایک نمونہ ہے۔ کیا ضروری ہے کہ ان کے کمالات کو نظرانداز کرتے ہوئے ایسے امر میں جو بادی النظر میں بعض حضرات کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، غور کیا جائے اور ایسی بات کو نگاہ میں رکھا جائے، طالب علم چھوٹی داڑھی کے مطلقاً عدم جواز کا قائل تھا۔ اس نے اس بارے میں شد و مد سے بات کہی، میں نے (خواجہ علی اکبر مودودیؒ نے) اُسے بتایا کہ جامع الرموز (فقہ حنفی کی کتاب) کے مصنف نے ہدایہ (فقہ کی مستند کتاب) سے نقل کرکے لکھا ہے کہ صاحبِ ہدایہ "قاضی" اور "غازی" (مجاہد) کے لیے داڑھی منڈوانے کے جواز کے قائل ہیں اور ان کا قول ہے:

یجوز حلق اللحیۃ للقاضی والغازی   قاضی اور غازی کے لیے داڑھی منڈانا جائز ہے

فارغ التحصیل طالب علم نے کہا " وہ (مولانا فخر الدین اورنگ آبادی) نہ قاضی ہیں نہ غازی، میں نے (خواجہ علی اکبر مودودیؒ نے) کہا " غزا (جہاد) کی دو قسمیں ہیں ایک کو جہاد اکبر کہتے ہیں دوسرے کو جہاد اصغر، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر   ہم جہاد اصغر کی طرف سے لوٹ کر جہاد اکبر کی طرف آئے ہیں۔

جہاد اصغر، اشارہ ہے اس جہاد کی طرف جو جسم ظاہر سے کیا جاتا ہے اور جہاد اکبر یہ ہے کہ باطن میں نفس سے جہاد کیا جائے اور حضرت مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کی ذات مبارک ہمیشہ جہاد اکبر میں مصروف رہتی ہے[1]" ص ۲۷

حافظ رحمت خاں شہید | ..... ایک عزیز نے بیان کیا کہ میں ایک روز زبدۃ العرفا (خواجہ علی اکبر مودودیؒ) کی خدمت میں حاضر تھا۔ نواب محبت خاں بہادر سلمہ اللہ کے ایک رفیق عبدالرحیم خاں

---

[1] مخطوطہ کے حاشیہ پر حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی میں لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: "دیر کہتا ہے کہ جامع الرموز کے مصنف کی طرف منسوب عبارت کی تصحیح درکار ہے (آیا انھوں نے یہ لکھا ہے یا نہیں) اگر یہی صحیح ہے کہ انھوں نے ہدایہ سے نقل کرکے یہ لکھا ہے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ ہدایہ میں یہ عبارت موجود ہے یا نہیں، میں نے نہ صرف یہ کہ ہدایہ دیکھی ہے بلکہ سبقاً سبقاً پوری پڑھی ہے۔ اس میں یہ عبارت میری نظر سے نہیں گذری۔ اگر ہدایہ میں یہ عبارت ہے تو اس کی تاویل ظاہر ہے کہ قاضی کے لیے مجرم کی داڑھی منڈوا دینے کی سزا دینا جائز ہے جیسا کہ بعض حضرات نے کہا بھی ہے اسی طرح غازی کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ دشمن کی داڑھی مونڈ دے، یہ ان علماء کا مسلک ہے جو مثلہ کو جائز مانتے ہیں۔ یا پھر یہ مانا جائے کہ حالت مجبوری میں غازی کے لیے داڑھی کا منڈانا جائز ہے، بس یہ محل غور و فکر ہے۔"   عبدالباری عفی عنہ

کے خواب کا ذکر آگیا، انھوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ خان صاحب بہادر حافظ الملک حافظ رحمت خاں مرحوم و مغفور فرماتے ہیں کہ میں اب محبت خاں سے خوش ہوں کہ وہ فاتحہ سے مجھے یاد کرتے ہیں۔

فاتحہ کی وجہ یہ تھی کہ جب محب گرامی نواب محبت خاں بہادر، اپنے ہم خیال بھائیوں نواب اللہ یار خاں و مصطفےٰ خاں و عمر خاں و محمد مستجاب خاں سلمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں جناب پیر دستگیر زبدۃ العرفاء مدظلہٗ العالی سے مشرف بہ بیعت ہوئے ــــ محمد مصطفےٰ خاں پہلے ہی سلسلۂ چشتیہ عالیہ میں حضرت زبدۃ العرفاء کے مرید ہو چکے تھے ــــ تو کچھ عرصے بعد حیات زبدۃ العرفاء میں ان بھائیوں سے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک جمعرات کے دن مرغ اور کڑھی یا حلوہ پر اپنے والد بزرگوار کا فاتحہ کیا کرے، فاتحہ کا حکم انھوں نے اپنی طرف سے خود نہیں دیا تھا بلکہ حافظ الملک کو عالم معاملہ میں دیکھا تھا کہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لڑکے کبھی مجھے مرغ اور کڑھی نہیں دیتے ہیں، ان بھائیوں نے عرض کیا کہ حافظ الملک ان دونوں غذاؤں کو بے حد پسند کرتے تھے، اور ظاہری حالت میں اس کا علم جناب زبدۃ العرفاء کو ہونے کی کوئی وجہ نہیں ۔ بہر حال اس حکم کے بعد یہ سب بھائی فاتحہ کے پابند ہو گئے کبھی ناغہ نہ کرتے تھے، اس کے بعد تو برابر یہ بھائی خواب میں حافظ الملک کو دیکھتے اور ان کی رضامندی کی خوش خبریاں پاتے، مثلاً حافظ الملک کے حقیقی بھائی نواب عظمت خاں بہادر نے حافظ الملک کو خواب میں دیکھا وہ کہتے ہیں میں محبت خاں سے خوش رہتا ہوں اس لیے کہ وہ اب نماز پڑھنے لگا ہے اور اس کا پابند ہو گیا ہے۔

جناب زبدۃ العرفاء یعنی حضرت پیر و مرشد برحق مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا کہ حافظ الملک خان کے انتہائی متشرع ہونے کے نتیجے میں وفات کے بعد بلند درجہ حاصل ہوا ہے، اس لیے ان کی روح جس طرف متوجہ ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ وہ عام لوگوں کے زمرے میں نہیں بلکہ اہل حق کے زمرہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ حضرت قبلہ گاہی (یعنی حافظ رحمت خاں صاحب مغفور) کا معمول تھا کہ اگر جمعہ نہ ہو تو ظہر کی نماز ہمیشہ تنہا پڑھتے تھے جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے

تھے۔ زبدۃ العرفاء نے فرمایا کہ بعض اہل اللہ کا معمول رہا ہے کہ ایک نماز بظاہر بے جماعت کے یعنی تنہا پڑھتے ہیں۔ "بظاہر" اس لیے کہ ہر تنہا نماز پڑھنے والے کے ساتھ ملائکہ جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے...... "صلاکا"

سید شاہ عبدالرزاق بانسویؒ .... مولوی برکت اللہ جون پوری نے عرض کیا کہ انتہائی حیرت ہوتی ہے کہ شاہ عبدالرزاق بانسوی نماز نہیں ادا کرتے تھے، ایک روز ملا کمال الدین فتحپوری نے (جو در اصل سہالی بارہ بنکی کے رہنے والے تھے اور ابتداءً انکار کے بعد حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسویؒ کے مرید ہو گئے تھے) اس بارے میں پوچھا حضرت سید بانسویؒ گریہ کناں ہوئے اور فرمایا "میں گنہگار ہوں۔"

زبدہ العرفاء نے فرمایا "آں رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں داخل کسی صاحب نے بھی اس اشکال کا (اہمال نماز) کوئی حل نہیں بتایا حالانکہ ملا نظام الدین لکھنوی (فرنگی محلی) سے ایسے علماء ان کے مریدوں میں تھے۔" مولوی برکت اللہ جون پوری نے عرض کیا کہ میں نے مولوی حقانی سے (مولانا حقانی ٹانڈوی شاگرد رشید ملا نظام الدین فرنگی محلی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ "اس معاملہ میں اہمال نماز کے معاملہ میں) جو حضرت والا (حضرت بانسویؒ) سے وقوع پذیر ہوتا رہا بلاشبہ نقص کا پہلو ہے:

نیز میں نے اپنے ایک عزیز سے یہ بھی سنا ہے کہ ایک عالم سے جو مرید تھے شاہ عبدالرزاقؒ نے دریافت فرمایا کہ "جسم مثالی سے (نہ کہ جسم اصلی سے) نماز ادا ہو جاتی ہے؟ مرید عالم نے جواب دیا" ادا ہو جاتی ہے۔" زبدۃ العرفا نے فرمایا" یہ جواب کیسے صحیح ہو سکتا ہے اس لیے کہ تکالیف شرعیہ جسم اصلی (جسم عنصری) پر ہیں نہ کہ جسم مثالی پر، اور جسم مثالی سے ادا کرنے کے جو بھی قباحت باقی رہتی ہے فقیر (زبدۃ العرفاء) نے حضرتؒ سے حسن ظن کی بنا پر نیز اس بنا پر کہ ان سے سوء اعتقاد نہیں ہے۔ بہترین طریقے سے اس نکتہ کا حل نکالا ہے۔ وہ یہ کہ حاضرین سے جسم عنصری کو پوشیدہ فرما کر نماز ادا کرتے تھے اور اس وقت جسم مثالی کے اظہار سے وہ سیر فرماتے تھے (یعنی حاضرین کے سامنے موجود نظر آتے تھے جسم عنصری سے نہیں بلکہ جسم مثالی سے) اور اس معاملے کو میں نے کسی جگہ تحریر

بھی کہا ہے : ص۹۰

نوٹ ۱:۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ عبد الرزاق بانسویؒ کے "اہمالِ نماز" یا عدم تقید بہ نماز کے مسئلہ پر ان کے مرید و خلیفہ سیا نرا استاذ الہند ملا نظام الدین فرنگی محلیؒ نے اپنی تصنیف "مناقب رزاقیہ" میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا اقتباس پیش کر دیا جائے تاکہ زبدۃ العرفا خواجہ علی اکبر مودودیؒ کے اس خیال کو بھی "ہیچ یکے از اہل طریق دے رحمۃ اللہ علیہ حلِ آں اشکال نہ نمود باوجود آنکہ مثل مولانا نظام الدین لکھنوی در طریقۂ دے بود" کی جانچ ہو جائے اور اس روایت کی بھی تصحیح ہو جائے کہ کسی مرید عالم نے یہ فتوی دیا تھا کہ جسم مثالی سے نماز ادا ہو جاتی ہے۔

استاذ الہند ملا نظام الدین لکھنوی (فرنگی محلی) کا تصنیف کردہ رسالہ "مناقب رزاقیہ" کئی بار طبع ہو چکا ہے، ذیل میں دوسرے ایڈیشن (مطبوعہ شاہی پریس لکھنؤ ۱ماہ جون ۱۹۲۱ء ۱۳۳۹ھ) سے اس موضوع پر ملا صاحب کے خیالات ان ہی کے الفاظ میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

بعض مردم پیش زبدۂ ارباب علوم شرعیہ و عمدۂ اصحاب فنون نقلیہ و عقلیہ مرکز دائرۃ اصلاح و ورع قطب افلاک زہد و تقوی و واقف حقیقت شیخ غلام نقشبند قدس سرہ شکوہ حضرت شیخ قدس سرہ۔ عدم تقید بر نماز کرد و شیخ غلام نقشبندؒ در جواب گفت کہ قضیب البان موصلی رح	بعض لوگوں نے (ملا نظام الدین فرنگی محلی کے استاد محترم جن کو مذکورہ اعلیٰ القاب اور بڑے ادب و احترام سے جن کے وہ صحیح معنوں میں مستحق تھے یاد کیا ہے یعنی) شیخ غلام نقشبند قدس سرہ سے حضرت شیخ (سید شاہ عبد الرزاق بانسوی) قدس سرہ کا شکوہ کیا کہ وہ نماز کے پابند نہیں ہیں شیخ غلام نقشبندؒ نے جواب دیا کہ قضیب البان موصلیؒ جو قابل احترام مشاہیر صوفیا میں سے تھے

کہ از مشاہیر عرفاے ذوی الاحترام است از نماز تقید نداشت پیش از حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ شکوہ دے نمودند حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ فرمود ہیچ نگوئید او پیوستہ سر بسجود دارد "

پابند نماز نہ تھے، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی شکایت جب کی گئی تو حضرت نے جواب میں فرمایا "کچھ نہ کہو، وہ تو ہمیشہ سر بسجود رہتے ہیں۔

سرِ عدم تقید بہ نماز بوجہ تحقیق خوب دریافتہ نشد، از بعضے علامات دریافتہ شد کہ در وقت نماز حالتے مع الحق تعالیٰ داشت کہ بہ نظیرش "لی مع اللہ وقت لا یسعہ ملک مقرب" اشارت است و از قیام و تہیئ و اسباب طہارت و نماز در روے فتورے راہ می یافت از یں ممر متوقف می شد، و در بعضے اوقات بہ نماز مشغول می شد حالتے می یافت کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت " و آں حال را در ہمہ زماں نمی یافت و در ہر زماں کہ می یافت و راز از ینہ متوجہ بر نماز می شد، و بالجملہ سر حیرت کشادے و فتح باب شد از

(ملا نظام الدینؒ اپنے مرشد حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسویؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرتؒ کی) نماز کی پابندی نہ کرنے کا راز کما حقہ تحقیق نہ ہو سکا. بعض علامتوں سے پتہ چلا ہے کہ اوقات نماز میں حضرتؒ پر رجوع الی الحق کی ایک ایسی حالت ہوتی تھی جو اس حدیث کے مصداق ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ وسلم نے فرمایا کہ "میرا ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا بھی ہوتا ہے جو مقرب فرشتہ کو بھی نہیں حاصل ہے" تو نماز کی تیاری وضو اور قیام وغیرہ سے حضرت سید صاحبؒ کی اس حالت میں خلل پڑتا اسی وجہ سے وہ نماز میں توقف فرماتے تھے اور بعض اوقات نماز میں مشغول ہوتے تو ایسی حالت محسوس فرماتے کہ الفاظ حدیث کے مطابق نہ آنکھوں نے ایسی

ذکر و فکر دایں را در نماز نمی یافت در ہمہ اوقات، وقتیکہ رجوع کردہ در مراقبہ و ذکر و فکر می بود در نماز متوقع داشت بر نماز برمی خاست

حالت دیکھی نہ کانوں نے سنی" مگر یہ کیفیت ہر نماز کے وقت نہیں ہوتی اور جب جب ایسی کیفیت محسوس فرماتے، اس وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے. مختصر یہ کہ جو درجات حضرت سید صاحب کو ذکر اور مراقبہ سے حاصل ہوتے وہ نماز سے ہمیشہ نصیب نہیں ہوتے تھے، اور جب کبھی ویسی ہی مشغولیت الی الحق کی کیفیت، جو ذکر اور مراقبہ میں حاصل ہوتی تھی. نماز میں حاصل ہونے کی توقع ہوتی نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے،

وہ بعض اوقات دریافتہ شد کہ بجسد لطیف متجسد شدہ نماز می گزارد و آنہارا کہ بصارت آں عالم است می دیدند، و وے قوت ایں تجسد بسیار داشت و در اکثر اوقات می فرمود کہ توجہے کہ دراں جسد می یابم در ایں نمی یابم، و از بندہ می فرمود کہ اگر متجسد بجسد مثالی لطیف شدہ نماز بگذارد بعد از انکہ معاودت نماید بجسد متعارف ذمۂ وے ساقط می شود یا نہ؟ گفتم ایں چنیں صورت در کتب روایت نہ آوردہ اند، مرضیش مسرور یافتہ شد کہ

کبھی یہ اندازہ ہوا کہ جسم لطیف (جسد مثالی) سے مجسم ہو کر نماز ادا کرتے ہیں، جن لوگوں کو عالم مثال کے دیکھنے کی بصارت حاصل ہے انھوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے، حضرت سید صاحب بالنسویؒ میں متجسم بجسم مثالی ہو جانے کی خاص قوت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ "جو توجہ الی اللہ کی کیفیت جسم مثالی میں پاتا ہوں جسم عنصری میں نہیں پاتا" بندہ سے (ملا نظام الدین فرنگی محلی سے) یہ بھی دریافت فرماتے تھے کہ "اگر جسم مثالی سے متجسم ہو کر نماز ادا کی جائے تو جسم متعارف (جسم عنصری) میں لوٹ آنے کے بعد نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں؟" عرض کیا "ایسا کوئی جزئیہ

ساقط نمی شود، و از بعض مردم طریقت پرسید ہمیں گفتہ اند۔"
مناقب رزاقیہ ص۲۳-۲۴

کتب فقہ میں نہیں پایا جاتا۔ خود حضرت سید صاحبؒ کا رجحان طبع یہ محسوس ہوا کہ نماز ساقط نہیں ہوتی ہے (یعنی جسم عنصری میں لوٹ آنے کے بعد نماز پھر ادا کرنا چاہیے) دوسرے ارباب طریقت سے بھی حضرت سید صاحب نے یہی دریافت فرمایا اور انھوں نے بھی یہی جواب دیا۔"

ضمناً یہ وضاحت بھی مناسب ہوگی کہ حضرت شیخ غلام نقشبندؒ (استاذ ملا نظام الدینؒ و سجادہ نشین حضرت شاہ پیر محمد صاحبؒ درگاہ ٹیلہ شاہ پیر محمد صاحب واقع کنارہ دریائے گومتی لکھنؤ) کا وصال ۱۱۲۶ھ ۱۷۱۴ء میں ہوا ان کا مزار بھی ٹیلہ ہی پر ہے۔ حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسویؒ کا وصال ۱۱۳۶ھ ۱۷۲۴ء میں ہوا۔ آپ کا مزار بانسہ شریف ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ ملا نظام الدین فرنگی محلیؒ کا وصال ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء میں ہوا ان کا مزار لکھنؤ میں ہے۔ صاحب ملفوظ خواجہ علی اکبر مودودی کا یہ ملفوظ جس کے اقتباسات دیئے جا رہے ہیں ملا صاحب کے وصال کے صرف ۳۵ برس بعد مرتب کیا گیا، بہت ممکن ہے کہ اس وقت تک ملا صاحب کی تصنیف "مناقب رزاقیہ" کے نسخے متداول نہ ہو پائے ہوں، اس پہلو سے حضرت خواجہ علی اکبر مودودیؒ کا یہ فرمانا حق بجانب ہوگا کہ "ہیچ یکے از اہل طریق و سے جمعنا اللہ حل آن اشکال نمود با وجود آنکہ مثل مولانا نظام الدین لکھنوی در طریقہ او سے بود۔" مولوی برکت اللہ جونپوری کا مولانا حقانی ٹانڈوی (شاگرد ملا نظام الدین فرنگی محلیؒ) کی زبان سے اس بارے میں یہ قول نقل کرنا کہ "وقوع این معنی (یعنی اہمال نماز) از خدمت ایشاں عین نقصان بود"، ذرا وضاحت چاہتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وضاحت ایک دوسرے جلیل القدر عالم دین مولانا قیام الدین محمد عبدالباری فرنگی محلیؒ کے الفاظ میں کی جائے۔

مولانا عبدالباریؒ اپنی کتاب "فیوض حضرت بانسہ" میں جو حضرت سید صاحبؒ کے احوال میں انھوں نے اپنی وفات سے ایک سال قبل (۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء میں) تحریر کرنا شروع کی تھی مگر مکمل نہ فرما سکے۔ "اہمال نماز" کے سلسلے میں ملا نظام الدین، فرنگی محلیؒ کی مذکورۂ بالا پوری عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

"بندہ اس جگہ بجز نقلِ قول حضرت ملا نظام الدین قدس سرہ العزیز اور کوئی حرف اپنی طرف سے زیادہ نہیں کر سکتا ہے، حضرت سید صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سے قطع نظر کر کے ایک قاعدۂ کلیہ کے طور پر عرض کرتا ہے کہ خلافِ شریعت کوئی وارد مقبول نہیں ہے اور غیر مکلف پر تکلیف نہیں، اگر کوئی حالت ایسی ہو جائے جس سے شعور جاتا رہے تو وہ ہماری بحث سے خارج ہے لیکن خلاف احکام شرعیہ کسی ایسے شخص سے سرزد ہو کہ جو نا اہل مجرد ہے اس سے تعلیم باطنی جاری نہیں ہے تو اس کے فعل کی تاویل بیجا ہے اگر اس کے ہاتھ پر کوئی بیعت کر چکا ہے تو اس کی اجازت سے تحصیل کمال کے واسطے دوسرے پیر کو اختیار کرنا چاہیے اور اس کے لیے دعائے نجات و توبہ و انابت کرتے رہنا چاہیے اور اگر بیعت نہیں کی ہے تو امر بالمعروف کرنا چاہیے اور اگر اس کی صورت نہ ہو تو اس سے کنارہ کشی کرنا چاہیے...
لیکن اگر اس کے باوجود خلاف شرع امور صادر ہونے کے تعلیم باطن اور فیوض الٰہیہ جاری و ساری ہیں تو اس کے فعل کو محمل صحیح پر رکھنا چاہیے اور اگر وہ فعل کسی محمل صحیح پر نہ رکھا جا سکتا ہو تو اس کے لیے توبہ کی توفیق کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ ولی معصوم نہیں ہوتا ہے۔ اس کے افعال غیر شرعیہ پر کاربند نہ ہونا چاہیے بلکہ خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرنا چاہیے۔

اس قاعدے کی رو سے حضرت سید صاحبؒ کا فعل اہمال نماز قابل تاویل ہے اس پر محمول ہوگا جیسا کہ ملا صاحب نے کیا ہے مجھے خود اس کی

اصل حدیث شریف سے ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق
میں جہاد کفار کی حالت میں پانچوں وقت کی نماز قضا کر دی، یہ حضرات
قطع نظر مُنکرِ عشقِ حقیقی کے حالتِ جہادِ نفس میں رہتے ہیں۔ اس کی مشغولی
میں اگر اہمال نماز ان سے سرزد ہو گیا تو ان کے لیے بجائے نقصِ مراتب
کمالِ مراتب کا باعث ہے کہ اس وقت بھی امتثال سنت سے سرفراز ہوئے
مگر قضا لازم ہے جیسا کہ سنت ہے واللہ اعلم۔

(فیوض حضرت بالنسوی مطبوعہ اشاعت العلوم پریس فرنگی محل لکھنؤ)

ان دونوں اقتباسات سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت سید صاحب بالنسوی رح
کے مرید علما نے اہمال نماز کے اشکال کے حل کی بخوبی کوشش کی، نیز یہ کہ جسم مثالی
سے نماز ادا کرنے کے بعد جسم عنصری سے فریضۂ نماز نہ ملا نظام الدین کے نزدیک
ساقط ہو جاتا ہے نہ حضرت سید صاحب کے نزدیک،

بندہ نواز گیسو دراز رح | .... اس کے بعد سید محمد گیسو دراز کا (جو بندہ نواز گیسو دراز" کے نام
سے مشہور ہیں اور جن کا مزار گلبرگہ شریف میں ہے) ذکر ہونے لگا، مولوی محمد نافع ابن مولوی عبد العلی
(ملا بحر العلوم) ابن ملا نظام الدین لکھنوی (فرنگی محلی) نے کہا "سید محمد گیسو دراز رح اور شیخ علاء الدولہ
سمنانی رح نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں شیخ محی الدین ابن عربی رح سے اختلاف کیا ہے۔ خواجہ مودودی
نے فرمایا" ہاں ایسا ہی ہے شیخ علاء الدولہ کا احوال تو خود نفحات الانس میں مذکور ہے، رہا سید محمد
(حضرت بندہ نواز گیسو دراز) کا معاملہ تو حضرت سید اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہ نے لطائف
اشرفی میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے سید محمد کے یہاں قیام کرنے کا اتفاق ہوا، ملاقات میں میں نے
دریافت کیا کہ "آج کل کس شغل میں وقت صرف فرما رہے ہیں؟" فرمایا کہ "فصوص الحکم پر کچھ لکھ رہا
ہوں،" لکھے ہوئے اجزا منگا کر مجھے دیکھنے کو دیئے ہیں نے ان کا مطالعہ کیا۔ پھر جب ملاقات ہوئی
تو میں نے کہا "پورے وثوق سے جان لینا چاہیے کہ شیخ ابن عربی رح نے مسائل توحید کے بارے میں جو کچھ

تحریر فرمایا ہے وہ عین مطابق شرع شریف ہے ۔ تمام انبیا اور اولیا رکا ان مسائل پر اجماع ہے "
جناب والا نے اس کے خلاف جو کچھ تحریر فرمایا ہے اُسے دھوڈالنا چاہیے "۔

اسکے بعد زبدۃ العرفا نے فرمایا کہ" سید محمد گیسو دراز کو شیخ الاسلام مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ سے بیعت تھی" اس کے بعد فرمایا مخدوم چراغ دہلی کے انتقال کے وقت ان کے مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت نے اپنے مریدوں میں سے کسی کو بھی سجادہ نشین کے لیے نامزد نہیں فرمایا ۔ حالانکہ ہمارے مشائخ سجادہ نشین وخلیفہ کی نامزدگی کو لازم قرار دیتے رہے ہیں ، حضرت چراغ دہلیؒ نے فرمایا کہ ہمارے خاص خاص مریدوں کے نام لکھ کر لاؤ لوگ لکھ کر لائے ۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا اور کہا " ان بے چاروں سے کہو کہ اپنی ہی تعزیت میں مشغول رہیں ، سجادہ نشین کا بوجھ کہاں اور یہ غریب کہاں ؟ اس کے بعد آپ نے وصیت فرمائی کہ وہ تمام برکات جو مجھے حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں وہ سب میرے ساتھ قبر میں دفن کر دینا اور اس حکم کی تعمیل کی گئی "۔ ص ۲۷۹

اصلی وجد وحال ..... اس کے بعد فرمایا کہ" وجد اور حال کے اصلی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر صاحب حال آسمان سے بھی مثلاً نیچے گرے تو اسے چوٹ اور زخم نہ آئے " اسی سلسلۂ گفتگو میں مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے فضائل ومناقب کا ذکر آگیا ، خواجہ مودودی نے ان کی بے حد تعریف کی ، راوی کا بیان ہے کہ اس نے عرض کیا " تمام متقدمین ومتاخرین صوفیا ، مرتبۂ تکمیل کے حصول کے بعد وضع اور لباس میں تبدیلی کر لیتے ہیں مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کیوں پرانی وضع قطع پہ قائم ہیں اور لباس وغیرہ میں انھوں نے ذرہ برابر تبدیلی نہیں کی ۔" زبدۃ العرفا نے فرمایا " مسئلہ شرعی یہ ہے کہ شہید کو اسی کے اسی لباس میں جو وقت شہادت کے جسم پر ہوتا ہے دفن کیا جائے اور اس میں ذرہ برابر تبدیلی نہ کی جائے ، مولانا فخر الدین چونکہ اسی لباس میں " اختیاری موت " سے مشرف ہوئے اسلیے اس لباس کو جس میں ان کو یہ مرتبہ نصیب ہوا تبدیل نہیں فرمایا "

درویشی عجیب چیز اسی سلسلہ میں درویشی کے کمال اور اس کے اختیار کرنے کے موضوع پر گفتگو آگئی زبدۃ العرفا نے فرمایا کہ" سید شاہ میرلاہوری اکثر فرمایا کرتے تھے کہ درویشی عجیب چیز ہے ۔

اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے، اگر درویشی میں کچھ بھی نصیب نہ ہو تو یہی کیا کم ہے کہ عوام سے بہرصورت اسے ایک امتیاز نصیب ہو جاتا ہے، اس کی مثال اس پرندے کی ایسی ہے جو آسمان تک پہنچنے کے ارادے سے زمین سے اڑنا شروع کرتا ہے، اگرچہ آسمان تک اس کی رسائی نہیں ہوتی تاہم زمین سے تو اونچا ہو ہی جاتا ہے۔" اس سلسلے میں فضائل دستگاہ مولوی برکت اللہ جون پوری نے عرض کیا "بے شک حقیقت یہی ہے کہ درویشی اختیار کرنے کے بعد اگر کچھ نہیں ہوا تو بھی شاہی ہے۔" زبدۃ العرفاء نے فرمایا "اگر "کچھ" نہیں ہوا یعنی معدوم محض اور فانی مطلق ہو گیا تو بادشاہ ہو گیا اور ماسوی اللہ پر حکمراں ہو گیا، ے

یا اللہ از چشم فکر باز کنی — بر زمین و زمانہ ناز کنی

آسمان و زمین طفیل تواند — تو امیری و جملہ خیل تواند

مولوی برکت اللہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور ان کا حال متغیر ہو گیا، آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بولے یہ بالکل نیا مطلب ہے۔ شاید ان اشعار کے کہنے والے شاعر کو بھی اس کی خبر نہ ہوگی۔" صفحہ ۳۴

تصوف میں فضول خرچی | ..... زبدۃ العرفاء نے فرمایا کہ صوفیا کا مذہب یہی ہے، اور فرمایا کہ ایک دفعہ فقیر (زبدۃ العرفاء) کو دودھ کی سخت خواہش پیدا ہوئی، ایک پیسہ بھی نہ تھا کہ دودھ خرید سکتا۔ ایک شخص کہیں دور سے آیا اور اس نے ایک روپیہ پیش کیا، میں نے روپیہ لیا اور دودھ والوں میں سے ایک کی دوکان پر گیا، ایک برتن اسے دیا کہ اس میں جتنا دودھ چاہے دیدے اور روپیہ بھی اس کے حوالے کر دیا۔ رات کا وقت تھا۔ اس کے پاس ریزگاری نہ تھی۔ اس کو کچھ شبہ ہوا اور اس نے روپیہ نہیں لیا کہ شاید کھوٹا ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ روپیہ اپنے پاس ہی رکھ لو انشاءاللہ کل اسے بھنا کر دام لے لینا۔ مگر میں اس کے بعد اس کی دوکان پر گیا ہی نہیں، (کہ ریزگاری واپس لے لوں) مجھے تو روپیہ دودھ ہی کے لیے درکار تھا اور اسی غرض سے وہ روپیہ مجھ تک پہنچا تھا۔"

اس موقعہ پر بندہ نے (روایت کہنے والے نے) عرض کیا "تو کیا یہ فضول خرچی (اسراف)